قسطوں پر خرید و فروخت کے شرعی احکام

Modern Practices of Installments and its status in the light of Islam





رویداللہ فیض

فاضل بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر: پاکستان اسلامک فائنانس فورم (Pakistan Islamic Finance Forum)

فہرست

پیش لفظ

پیسے کمانے کے سینکڑوں گُر اور ہزاروں طریقے ہوتے ہیں۔ ان کو آزمانا اور ان سے اپنے مال و ثروت میں بڑھوتری لانا ہر ایک کی فطری خواہش ہوتی ہے۔ ان طور طریقوں اور ان فطری خواہشات پر اسلام نہ یکسر قدغن اور پابندی لگاتا ہے اور نہ انہیں بے لگام چھوڑتا ہے، بلکہ ان کے لیے کچھ اصول وضوابط طے کر کے ہمیں ان کا پابند بنایا جاتا ہے۔

پاکستان اسلامک فائنانس فورم کے قیام کا واحد مقصد مارکیٹ میں رائج تجارت کے معاصر طریقوں کا جائزہ لینا اور قرآن وسنت کی روشنی میں ان کا محاکمہ کرنا ہے، تاکہ وہ لوگ جو اسلام کے سنہری اصولوں کے مطابق بزنس کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں، انہیں درست رہنمائی مل سکے۔ اس سلسلے کی ایک کڑی آپ کے ہاتھ میں موجود کتابچہ **"قسطوں پر خرید و فروخت اسلام کی روشنی میں"** ہے، جس میں فاضل مصنف اور محقق نے عرق ریزی سے اس کاروبار کا مروجہ ماڈل پیش کرتے ہوئے، اس کی مختلف صورتیں ذکر کی ہیں۔ اس کے بعد شریعت کی روشنی میں ان کا جائزہ لیتے ہوئے ان کے احکامات کی تعیین کی ہے۔ مصنف دینی علوم میں رسوخ رکھنے کے ساتھ ساتھ خود مارکیٹ میں بزنس سے عملاً وابستہ ہیں، جس کی وجہ سے آپ مارکیٹ میں موجود عملی تجارت کے شرعی

احکام سے خوب واقفیت رکھتے ہیں۔ اس کتابچے کی سب سے اچھی خوبی یہی ہے کہ فاضل مصنف نے اس کی ناجائز صورتوں کے ذکر پر اکتفاء نہیں کیا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ متبادل کے طور پر ان کی جائز صورتوں کو بھی پیش کیا ہے۔

ادارہ پاکستان اسلامک فائنانس فورم اس کتاب کو افادہ عام کے لیے شائع کر رہا ہے۔

Noor Wali Shah

(20/3/2017)

Director Pakistan Islamic Finance Forum (PIFF)

Former Research Assistant IBA (Institute of Business Administration) Karachi

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

حرف اول

وقت اور حالات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ معاملات میں بھی تبدیلی آتی رہتی ہے۔ خرید و فروخت کے مختلف طریقے اور صورتیں رائج ہو جاتی ہیں۔ اسلام مکمل بلکہ اکمل اور رہتی دنیا تک باقی رہنے والا دین ہے، اس میں ایسے جامع اصول و قوعد موجود ہیں، جن کے ذریعے ہر قسم کے پیدا ہونے والے نئے مسائل کا حل نکالا جا سکتا ہے، چاہے یہ مسائل تجارت سے وابستہ ہو یا عدالت سے، نظام مملکت سے وابستہ ہو یا خالص معاشرتی اور عائلی ہو، سب کا حل علی وجہ الاتم اسلام مین موجود ہوتا ہے۔

جدید تجارتی مسائل کے بارے میں اہل علم کا رویہ

جب بھی لوگوں میں کاروبار کا کوئی نیا طریقہ سامنے آجاتا ہے تو علوم دینیہ سے وابستگی رکھنے والے علماء اور فقہاء اسے جانچتے ہیں اور شریعت کی روشنی میں اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں

دور حاضر میں جہاں اور کئی جدید اور معاصر مسائل کا سامنا ہوتا رہتا ہے، وہیں قسطوں پر خرید و فروخت ایک عام مسئلہ بن چکا ہے۔ یہ اس دور کا اہم ترین مسئلہ ہے۔ ذیل میں اس مسئلے کی تکییف اور اس کے شرعی احکامات پیش کیے جاتے ہیں۔

قسطوں پر خریدوفروخت کی اصل اورحقیقت

اس بیع کی ظاہری صورت یہ ہوتی ہے کہ یہاں قیمت قسط وار ادا کی جاتی ہے اور فروخت شدہ چیز قبضہ فوری دیا جاتا ہے۔ فقہ میں اسے بیع العاجل بالآجل کا نام بھی دیا جاتا ہے، یعنی ادھار پر چیز فروخت کرنا۔ مگر عام طور

پر ہوتا یہ ہے کہ بائع (فروخت کرنے والا) جب کوئی چیز نقد پر فروخت کرتا ہے تو اس کی قیمت کم لیتا ہے اور جب اسے ادھار کی صورت میں فروخت کرتا ہے تو قیمت میں زیادتی کرتا ہے، جس کی وجہ سے خریدار کو وہ چیز مہنگے داموں خریدنی پڑتی ہے۔ اس بیع کے جواز میں بظاہر کوئی شرعی مانع موجود نہیں ہے، کیونکہ جب نقد کی صورت میں فروخت کرتے وقت کوئی چیز اپنی قیمت سے زیادہ پر بیچنے کی اجازت ہے تو قیمت کی قسط وار ادائیگی کی صورت میں اصل قیمت سے زیادہ پر فروخت کرنے کے عدم جواز کی کوئی خاص وجہ نہیں ہو سکتی۔ علماء کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے:

اما الائمہ الاربعہ وجمہورالفقہاء وجمہور الفقہاء والمحدثین فقد اجازوالبیع المؤجل باکثر من سعر النقد بشرط ان یبت العاقدان بانہ بیع مؤجل باجل معلوم وثمن متفق علیہ عند العقد (بحوث فی قضایا فقہیہ معاصرہ ۔مفتی تقی العثمانی ص 7 مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم کراتشی)1

البیع مع تاجیل الثمن وتقسیطہ صحیح یلزم ان تکون الخ (شرح المجلہ للسلیم رستم باز ص 125 رقم المادہ 245؛246)

ضروری تنبیہ

یہاں ایک اہم چیز کی وضاحت ضروری ہے وہ یہ کہ رقم کی زیادتی اس طور پر نہ کی جائے کہ پہلے اس کی اصل قیمت بتائی جائے اور بعد میں صراحت کے ساتھ مدت کے مقابلے میں قیمت زیادہ کی جائے۔ کیونکہ یہ خالص سود ہوتا ہے۔

مثلاً زید عمر سے کوئی گاڑی خرید رہا ہے اور عمر نے پہلے اس کی اصل قیمت بتادی، مثلاً دو لاکھ اور پھر کہا کہ پچاس ہزار آپ مزید بھی دیں گے۔ کیونکہ آپ نقد نہیں دے رہے ہو۔

یہ صورت ناجائز ہو گی۔ہاں اگر پہلے ہی سے یہ بتادے کہ نقد پر دولاکھ میں ہے اور قسط کے حساب سے ڈیڑھ لاکھ میں یعنی مدت کے مقابلے میں قیمت ذکر نہ کی جائے تو یہ بیع جائز ہو گی۔

شرائط وضوابط

قسطوں کے اس مروجہ جائز طریقے کے لے کچھ شرائط کالحاظ رکھنا ضروری ہے ورنہ یہ صورت بھی ناجائز شمار ہو گی۔

پہلی شرط

سودا کرتے وقت بائع (فروخت کرنے والا) اور مشتری (خریدنے والا) نقد یا ادھار میں سے کسی ایک صورت اور قیمت پر متفق ہو جائے۔

عن ابی ہرير قال نہی رسول اللہ صلیٰ اللہ " عن بيعتين فی بيعہ ثم قال والعمل علی ہذا عند اہل العلم وقد فسر بعض اہل العلم قالو ا بيعتين فی بيعہ ان يقول ابيعک ہذا الثوب بنقد بعشرة وبنسيئہ بعشرين ولايفارقہ علیٰ احد فاذافارقہ علی احدھما فلاباءس بہ اذاکانت العقد علی واحد منہما

(جامع الترمذی ج 1 ص 233)

وايضا واذا عقدالعقد علی انہ الی اجل كذا بكذا وباالنقد بكذا اوقال الی شهر بكذاوالی شهرين بكذا فهو فاسد لانہ لم يعاطہ علی ثمن معلوم و لنهی النبی من شرطين فی بيع ------وهذا اذا فترقا علی هذا فان كان يتراضيان بينهما ولم يفترقا حتی قاطعہ علی ثمن معلوم واتما العقد علی عليہ فهو جائز

(المبسوط للسرخسی ج3 ص9 باب البيوع الفاسد طبع دارالفكر بيروت)

دوسری شرط

قیمت کی وصولی کے لئے مدت کی تعین بھی ضروری ہے کہ سودا کرتے وقت بائع اور مشتری قیمت کی ادائیگی کے لئے مدت متعین کرے کہ اتنی مدت کے دوران قیمت قسط وار ادا کرنی ہو گی۔ مثلا دو سال میں یا تین مہینوں میں وغیرہ وغیرہ۔ اگر مدت کی تعین اور وضاحت نہیں کی گئی تو یہ بیع جائز نہ ہو گی

البیع مع تاجیل الثمن وتقسیطہ صحیح یلزم ان تکون المدۃ معلومۃ فی البیع باالتاجیل والتقسیط

(شرح المجلہ ص 125 رقم المادہ 245 ؛246 طبع حبیبیہ کویتہ)

ویجوز البیع بثمن حال وموجل اذاکان الاجل معلوما ۔۔۔ لان الجھالہ فیہ مانعہ عن التسلیم الواجب باالعقد

(ھدایہ ؛کتاب البیوع ج3 ص26 طبع ملتان)

ناجائز صورتیں

یہاں پر چند صورتیں ایسی ہے جو کہ بیع بالتقسیط (قسطوں پر خرید و فروخت) ہی کی صورتیں ہیں مگر چند غلط شرائط کی بناء پر ناجائز اور حرام ہو جاتی ہیں:

پہلی صورت

پہلی صورت یہ ہے کہ قیمت کی وصولی کو ممکن بنانے کیلئے بائع کی طرف سے یہ شرط لگائی جاتی ہے کہ اگر مقررہ مدت کے اندر اندر قیمت ادا نہیں کی گئی اور قسطوں کی ادائگی میں تاخیر ہو گئی تو مبیع مشتری کی ملکیت سے نکل جائے گی اور بائع اس پر قبضہ کرے گا۔

یہ شرط لگانا ناجائز ہے اور اس ناجائز شرط کی وجہ سے یہ پوری بیع ناجائز ہو جائے گی

وکل شرط لایقتضیہ العقد وفیہ منفعۃلاحد المتعاقدین اوللمعقود علیہ وھو من اھل الاستحقاق یفسدہ کشرط ان لا یبیع المشتری العبد المبیع لان فیہ زیادہ عاریہ عن العوض فیؤدی الی الربو

(ہدایہ ج 3 ص 59 کتاب لبیوع باب البیع ا لفاسد)

دوسری صورت

دوسری ناجائز صورت یہ ہے کہ بائع کی طرف سے یہ شرط لگائی جائے کہ اگر مقررہ مدت کے اندر اندر قیمت ادا نہیں کی گئی اور تاخیر ہوگئی تو ہر مہینہ تاخیر کے حساب سے اتنی اتنی رقم بھی بڑھتی رہے گی۔

مثلاً زید نے عمر پر تیں لاکھ کے بدلے ایک گاڑی فروخت کی اور پچاس ہزار اس میں سے نقد لے لیے اور بقایا رقم کے لئے مدت مقرر کی گئی کہ ایک سال کے دوران اور ہر ماہ اتنی رقم ادا کروگے اور اگر ایک سال کے دوران پوری رقم ادا نہ کی تو ہر مہینہ تاخیر کے حساب سے دس ہزار بڑھتے رہیں گے۔ یہ صورت ناجائز ہے اور سود کے زمرے میں آتی ہے۔

لما روئ عن رسول اللہ انہ نہی عن قرض جر نفعا

(بدائع الصنائع ؛کتاب القرض ج1ص 597)

وایضا مالک عن اسلم انہ قال کان الربو فی الجاھلیہ ان یکون للرجل علی الرجل الحق الی اجل فاذا احل الحق قال اتقضی ام ترمی فان قضی اخذ والا زادہ فی حقہ اخر عنہ فی الاجل

وایضا کان الرجل فی الجاہلیہ اذاکان لہ علی انسان ماہ درھم الی الاجل فاذاجاء الاجل ولم یکن المدیون واجدا لذالک المال قال زدنی فی الما ل حتی ازید فی الاجل فربماجعلہ ماتین

(تفسیر کبیر ج 9ص2 سورہ آل عمران 130)

متبادل صورتیں

قرض کے حصول کو ممکن بنانے کے لئے چند متبادل اور جائز صورتیں بھی ہوسکتی ہے جن کا یہاں مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے

پہلی جائز صورت:رہن

چونکہ اس بیع میں ثمن یعنی مبیع کی قیمت مشتری کے ذمہ قرض ہوتی ہے تو قرض کے حصول کو ممکن بنانے کے لئے مختلف صورتیں ہیں، جن میں ایک جائز صورت رہن کی ہوتی ہے کہ خریدار اپنی ملکیت کی کوئی چیز بائع کے پاس بطور گروی رکھ دے اور اس سے قرض وصول کرلے۔

گروی رکھی ہوئی چیز سے فائدہ حاصل کرنا

اس مرہونہ چیز سے مرتہن کو کسی قسم کا نفع حاصل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ اس کے پاس امانت ہوتی ہے۔ جب اس کا قرض اسے واپس مل جاتا ہے تو پر لازم ہوتا ہے کہ اسے اصل مالک کو واپس لوٹا دے۔

ہاں اس کے لیے جائز ہے کہ قیمت کے حصول کو ممکن بنانے کے لئے اسے اپنے پاس رکھے۔ جب خریدار اس کی قیمت ادا کرنے سے قاصر ہو جائے تو بائع کو مرہونہ چیز فروخت کرنے کا حق حاصل ہو گا تاکہ وہ اسے فروخت کر کے اپنا حق وصول کرلے، مگر اس صورت میں بھی اسے اپنے حق سے زیادہ رقم لینے کی اجازت نہیں ہوتی، جو زائد رقم ہوگی، وہ واپس راہن کو دینا لازمی ہوتا ہے۔

معنوی چیز رہن میں رکھنا

جس طرح کوئی حقیقی چیز بطور رہن کے رکھنا درست ہے، اس طرح کوئی معنوی چیز بھی بطور رہن کے رکھا جاسکتا ہے، مثلاً گاڑی یا مکان کے کاغذات وغیرہ۔

دوسری جائز صورت : مبیع کو بطور گروی رکھنا

آج کل ایک اور صورت رائج ہے کہ بائع مبیع کی قیمت وصول کرنے کے لئے مبیع ہی کو کچھ مدت کیلئے اپنے پاس رکھ دیتاہے۔اس کی دو صورتیں بنتی ہیں

پہلی صورت

مبیع قیمت کے حصول کیلئے روکے رکھنے کے قبیل سے ہو

دوسری صورت

مبیع بطور رہن رکھنے کے قبیل سے ہو

پہلی صورت کا شرعی حکم

پہلی صورت جائز نہیں ہے، کیونکہ قسطوں پر خرید و فروخت بیع معجل نہیں بلکہ بیع مؤجل ہے اور بیع مؤجل میں مبیع کو قیمت کے حصول کیلئے روکے رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

قال اصحابنا حق حبس المبيع لاستفاء الثمن اذاكان حالا كذافى المحيط واذاكان مؤجلا فليس للبائع ان يحبس المبيع قبل حلول الاجل ولابعده

(ہندیہ ،ج 3 ص10 باب من كتاب البيوع)

ترجمہ ہمارے ائمہ فرماتے ہیں کہ مبیع کو قیمت کے حصول کیلئے روکے رکھنے کا حق اس وقت ہے کہ جب بیع معجل ہو۔۔۔

دوسری صورت کا شرعی حکم

البتہ دوسری صورت "رہن والی" اس طرح صحیح ہوگی کہ پہلے مشتری اپنی چیز پر قبضہ کرلے اور پھر وہی مبیع بائع کے پاس بطور رہن کے رکھ دے۔ فقہاء نے اس صورت کو جائز قرار دیا ہے:

واذاکان ذالک الشیئ الذی قال لہ المشتری امسکہ، ہو المبیع الذی اشتراہ بعینہ بعد قبضہ لانہ حینئذ یصلح ان تکون رھنا بثمنہ ولو قبلہ لایکون رھنا لانہ محبوس بالثمن

البتہ یہ صورت اس وقت جائز ہوگی کہ سودا کے دوران یہ شرط نہ رکھی جائے کہ مشتری مبیع کو بطور رہن بائع کے پاس رکھے گا، ورنہ یہ صورت بھی جائز نہ ہوگی

تیسری جائز صورت: کفالت

قیمت کے حصول کیلئے تیسری جائز صورت "کفالت" کی ہے کہ بائع اور مشتری کے علاوہ کوئی تیسرا شخص مشتری کے ذمہ باقی رقم کا ضامن بن جائے۔

یہ بھی درست ہے۔ کفالت کے بھی اپنے تفصیلی احکام ومسائل ہیں، جن کا احاطہ یہاں ممکن نہیں ہے، مگر آج کل کفالت کی ایک صورت چل رہی ہے، اس پر کچھ روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔

کفالت کی ایک مروجہ صورت کا جائزہ

ہوتا یہ ہے کہ جو شخص یا عموماً بنک مشتری کے ذمے باقی شدہ رقم کا ضامن بنتا ہے تو وہ اپنے اصیل سے اس کا عوض لیتا ہے۔ یہ صورت یعنی کفالت کا عوض لینا شریعت میں ناجائز ہے۔

فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے کہ کفالت ایک احسان ہے جس کا عوض لینا ناجائز ہے

چوتھی جائز صورت: رسید دینا

قیمت کے حصول کو ممکن بنانے کے لئے ایک صورت یہ بھی ہے کہ دوران عقد رسید کی صورت میں ایک معاہدہ لکھا جاتا ہے، جس میں بائع اور مشتری کے نام وغیرہ لکھنے کے بعد صراحت کے ساتھ یہ لکھا جاتا ہے کہ اتنی قیمت مشتری کے ذمہ باقی ہے، جسے اتنی مدت کے دوران بائع تک پہنچائے گا وغیرہ۔

یہ صورت بالکل جائز بلکہ شریعت میں عین مطلوب ہے۔

رسید کی ایک مروجہ صورت کا جائزہ

آج کل یہ رسید ایک قابل فروخت چیز بن گئی ہے، جس کے پاس یہ رسید ہوتی ہے، اس میں جو مدت درج ہوتی ہے، وہ اس مدت سے قبل رقم کو وصول کرنے کے لئے ایک دوسرے شخص کو اس میں درج شدہ رقم سے کم قیمت پر فروخت کر دیتا ہے۔ یہ صورت ناجائز ہے

کیونکہ یہ یاتو قرض کو قرض خواہ کے علاوہ کسی اور پر فروخت کرنے کے زمرے میں آتا ہے اور وہ ناجائز ہے

اور یا اس لئے کہ یہاں پر زیادہ رقم دی جاتی ہے اور کم لی جاتی ہے اور یہ سود ہے، جو کہ حرام ہے

الربو هو فضل خال عن عوض

اس کا متبادل راستہ

علماءِ کرام نے اس خرابی سے بچنے کے لئے ایک دوسری صورت نکال لی ہے۔ وہ یہ کہ حامل سند ہذا دوسرے شخص یا بینک کو اپنے دین کے حصول کا وکیل بنالے اور وکالت کے بدلے اس کو اجرت دیدے اور پھر اس شخص سے قرض لے لے کہ سند میں درج شدہ رقم کے حصول کے بعد وہ اپنا قرض جتنا اس کو دیا تھا، کم زیادہ نہیں، اس میں سے وصول کرلے۔ اس صورت میں یہ معاملہ درست ہو جائے گا، کیونکہ اس کو دین کے

حصول کا وکیل بنا رہا ہے اور اس کو اس کی اجرت دے رہا ہے جو کہ جائز ہے۔ اسی طرح جتنی رقم اس سے قرض لے رہا ہے بعد میں اتنی ہی واپس دے رہا ہے اور یہ سود نہیں ہے۔

مگر اس صورت میں یہ دو مستقل الگ الگ عقد بن جائیں گے، جن میں درجہ ذیل شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہو گا

پہلی شرط

یہ کہ ان دونوں عقد (وکالت اور قرض) میں سے ایک دوسرے کیلئے شرط نہ ہو کہ اگر قرض دینا چاہے تو اس کو وکیل بنایا جائے، ورنہ نہیں یا دوسرا قرض تب دے، جب اسے قرض کی وصولی کا وکیل بنایا جائے۔

دوسری شرط

دوسری شرط یہ ہے کہ وکالت اس سند کی مدت ختم ہونے کے ساتھ مربوط نہ ہو۔

ایک جدید صورت "ضع وتعجل" کا شرعی حکم

آج کل قسطوں کے کاروبار میں ایک اور صورت پائی جاتی ہے، جس کی وضاحت ضروری ہے۔ وہ یہ کہ جب خریدار مقررشدہ مدت سے کم مدت میں رقم ادا کرنا چاہتا ہے تو اس کیلئے رقم میں کمی کی جاتی ہے ۔

چونکہ قسطوں کی خرید وفروخت بیع مؤجل ہے اور بیع مؤجل میں جلدی ادا کرنے کی وجہ سے قیمت کم کرنا جائز نہیں ہوتا۔ یہ سود کے زمرے میں آتا ہے

قال ابن قدامہ فی المغنی ؛ اذاکان علیہ دین موجل فقال لغریمہ ضع عنی بعضہ واعجل لک بقیتہ لم یجز کرہہ زید ابن الثابت وابن عمر والمقداد سعید ابن المسیب ---وابوحنیفہ الخ

وقال الامام مُحَمّد فی موطئہ بعد روایہ اثر زید ابن ثابت قال مُحَمّد وبھذا ناخذ مں وجب لہ دین علی انسان الی اجل فسال اں یضع عنہ ویعجل لہ مابقی لم یمبغ ذالک لانہ یعجل قلیلا بکثیر دینا فکانہ یبیع قلیلا نقدا بکثیر دینا وھو قول عمرابن الخطاب وزید ابن ثابت وعبد اللہ ابن عمر وھو قو ل ابی حنیفہ

(الموطا للامام مُحَمّد ج 1 ص334 با ب الرجل یبیع المتاع اوغیر ہ نسیئہ ثم یقول انقدنی واضع عنک)

البتہ اس طریقے پر قیمت میں کمی کی اجازت بیع مؤجل میں ہوسکتی ہے کہ سودا کرتے وقت یہ شرط نہ رکھی جائے کہ اگر مقررہ مدت سے کم میں ادا کی گئی تو اس میں کمی کی جائے گی۔

خلاصہ بحث

قسطوں پر خرید و فروخت نہ ہی مکمل ناجائز ہے اور نہ ہی مطلقا جائز، بلکہ کچھ صورتیں جائز ہیں اور کچھ ناجائز۔ اگر جائز صورتوں میں شرائط کا لحاظ رکھا جائے تو وہ بیع جائز ہو گی ورنہ ناجائز اور قیمت کے حصول کو ممکن بنانے کیلئے جو جائز صورتیں ذکر کی گئی ہیں اگر ان میں سے کوئی صورت اختیار کی جائے گی تو وہ بیع جائز ہو جائے گی، ورنہ ناجائز۔

مصادر ومراجع

(1)القرآن الکریم

(2)تفسیر ابن کثیر

(3)جامع الترمذی

(4)بدائع الصنائع

(5)ہدایہ شرح بدایہ المبتدی

(6)شرح المجلہ للسلیم رستم باز

(7)بحوث فی قضایافقہیہ معاصرہ

(8)فتاوی ہندیہ

(9)رد المحتار علی الدر المختار

(10)مؤطاللامام محمد